Dr. Rizwana Perween

R. N College Hajipur Vaishali

B. A Part - II (Hon.)

Paper - IV th

Date - 27-08-2020

Time - 12:00 P.M

Topic:- Shibli Nomani

علامہ شبلی نعمانی

۱۸۵۷ء–۱۹۱۴ء

علامہ شبلی نعمانی نے عمر کم پائی۔ صرف ۵۷ برس کی عمر میں جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے لیکن ان کے قلم سے ایسی لاجواب تصانیف وجود میں آئیں کہ ان کا نام ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا۔

شبلی ۱۸۵۷ء میں بندول ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بڑے عالموں مثلاً مولوی شکر اللہ، مولوی محمد فاروق چڑیا کوٹی سے علم حاصل کیا۔ علم کی پیاس انھیں علمی گھرانوں میں بار بار لے جاتی تھی۔ چنانچہ سہارنپور، لاہور، رامپور اور لکھنؤ کے سفر کیے۔ والد وکیل تھے۔ یہ علم سے فارغ ہو گئے تو ان کے حکم کی تعمیل میں وکالت کا امتحان پاس کر لیا۔ وکالت شروع بھی کی لیکن اس پیشے کے لیے وہ بنے ہی نہیں تھے۔ کچھ دنوں سرکاری ملازمت کی اور امین دیوانی کے فرائض انجام دیے مگر یہ کام بھی طبیعت سے مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ آخر کار اس سے بھی استعفیٰ دے دیا۔

حسن اتفاق کہ چھوٹے بھائی سے ملنے ۱۸۸۲ء میں علی گڑھ آئے۔ سرسید سے [illegible] حاصل ہوا۔ ان کی مردم شناس نظروں نے جوہرِ قابل کو پہچان لیا اور شبلی کا کالج میں [illegible] کے پروفیسر کی حیثیت سے تقرر ہو گیا۔ یہاں کی علمی فضا شبلی کی تصنیفی صلاحیتوں کو بہت راس آئی۔ ان پر سرسید کے کتب خانے کے دروازے کھل گئے۔ سرسید، حالی، محسن الملک اور دوسرے علما سے ملاقاتیں رہیں۔ شبلی کی تصنیفی زندگی کا یہاں آغاز ہو گیا۔ اپنی کتابوں کے لیے مواد حاصل کرنے کی غرض سے انھوں نے بیرونی ممالک کا سفر بھی کیا۔ سرسید کی وفات کے بعد انھوں نے علی گڑھ چھوڑ دیا۔ سید علی بلگرامی کے اصرار پر حیدر آباد گئے۔ وہاں محکمۂ تعلیم

کے ناظم مقرر ہوئے۔ وہاں بھی کئی کتابیں لکھیں۔

اس اثنا میں معلوم ہوا کہ لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کی حالت سقیم ہے۔ اس کی اصلاح کی غرض سے حیدر آباد کی ملازمت چھوڑ کر لکھنؤ چلے آئے۔ یہاں کے قدامت پسندوں نے شبلیؔ کی پالیسی کو ناپسند کیا تو اس سے کنارہ کش ہو کر اعظم گڑھ میں دار المصنفین کی بنیاد ڈالی اور اپنی جائیداد اس کے لیے وقف کر دی۔

شبلیؔ کی علمی خدمات کے اعتراف میں حکومت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ترکی کے سلطان نے انھیں تمغۂ مجیدی عنایت فرمایا۔ ۱۹۱۴ء میں ان کی وفات ہوگئی۔

شبلیؔ نے بہت سی کتابیں لکھیں ان میں سے اہم ہیں المامون، الفاروق، سیرت النبی، علم الکلام، شعر العجم، موازنۂ انیسؔ و دبیرؔ۔ المامون اور اور الفاروق سیرت و سوانح کا اچھا نمونہ ہے۔ سیرت النبی ان کی آخری تصنیف ہے جو وفات کے سبب ناتمام رہی۔ آخر ان کے لائق شاگرد سید سلیمان ندوی نے اسے مکمل کیا۔

شعر العجم فارسی شاعری سے متعلق ہے۔ اس کی چوتھی جلد میں اصولِ شعر سے بحث کی گئی ہے۔ تنقید کی تاریخ میں اس کا اہم مقام ہے۔ موازنہ انیسؔ و دبیرؔ شبلیؔ کے شعری ذوق اور انیسؔ شناسی کی عمدہ مثال ہے۔

تحقیق و تلاش شبلیؔ کا مزاج تھا۔ انھوں نے جو کچھ لکھا بڑی چھان بین کے بعد لکھا لیکن جو خصوصیت انھیں اس زمانے کے دوسرے تمام مصنفوں سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کا دلکش طرزِ تحریر ہے۔ شبلیؔ اچھے شاعر بھی تھے۔ نثر میں بھی وہ شعری وسائل خاص طور پر وہ تشبیہ و استعارہ سے کام لیتے ہیں۔ بہت غور و فکر کے بعد مترنم الفاظ و تراکیب کا انتخاب کرتے ہیں۔ شگفتگی و رعنائی کے ساتھ ان کی عبارت پر جوش بھی ہوتی ہے اور پڑھنے والے کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کے مضامین و مکاتیب بھی ہمارے ادب کا انمول خزانہ ہیں۔

٭ ٭ ٭